روزنامہ
ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FR-10
الفضل
ایڈیٹر : عبدالسمیع خان
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
ہفتہ 17 دسمبر 2011ء 21 محرم 1433 ہجری 17 فتح 1390 ہش جلد 61-96 نمبر 283

تو نہیں جانتا تھا

یہ غیب کی ان خبروں میں سے ہے جنہیں ہم تیری طرف وحی کر رہے ہیں۔ تو اس سے پہلے اسے نہیں جانتا تھا اور نہ تیری قوم (جانتی تھی) پس صبر سے کام لے (نیک) عاقبت یقیناً متقیوں ہی کی ہوتی ہے۔

(سورۃ ھود:50)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

پھر بعد اس کے وجود روحانی کا مرتبہ ششم ہے یہ وہی مرتبہ ہے جس میں مومن کی محبت ذاتیہ اپنے کمال کو پہنچ کر اللہ جلّ شانہ کی محبت ذاتیہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے تب خدا تعالیٰ کی وہ محبت ذاتی مومن کے اندر داخل ہوتی ہے اور اس پر احاطہ کرتی ہے جس سے ایک نئی اور فوق العادت طاقت مومن کو ملتی ہے اور وہ ایمانی طاقت ایمان میں ایک ایسی زندگی پیدا کرتی ہے جیسے ایک قالبِ بے جان میں روح داخل ہو جاتی ہے بلکہ وہ مومن میں داخل ہو کر درحقیقت ایک روح کا کام کرتی ہے۔ تمام قویٰ میں اس سے ایک نور پیدا ہوتا ہے اور روح القدس کی تائید ایسے مومن کے شامل حال ہوتی ہے کہ وہ باتیں اور وہ علوم جو انسانی طاقت سے برتر ہیں وہ اس درجہ کے مومن پر کھولے جاتے ہیں اور اس درجہ کا مومن ایمانی ترقیات کے تمام مراتب طے کر کے ان ظلی کمالات کی وجہ سے جو حضرت عزت کے کمالات سے اس کو ملتے ہیں آسمان پر خلیفۃ اللہ کا لقب پاتا ہے کیونکہ جیسا کہ ایک شخص جب آئینہ کے مقابل پر کھڑا ہوتا ہے تو تمام نقوش اس کے منہ کے نہایت صفائی سے آئینہ میں منعکس ہو جاتے ہیں۔ ایسا ہی اس درجہ کا مومن جو نہ صرف ترک نفس کرتا ہے بلکہ نفیٔ وجود اور ترک نفس کے کام کو اس درجہ کے کمال تک پہنچاتا ہے کہ اس کے وجود میں سے کچھ بھی نہیں رہتا اور صرف آئینہ کے رنگ میں ہو جاتا ہے۔ تب ذات الٰہی کے تمام نقوش اور تمام اخلاق اس میں مندرج ہو جاتے ہیں اور جیسا کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ آئینہ جو ایک سامنے کھڑے ہونے والے منہ کے تمام نقوش اپنے اندر لے کر اس منہ کا خلیفہ ہو جاتا ہے اسی طرح ایک مومن بھی ظلی طور پر اخلاق اور صفات الٰہیہ کو اپنے اندر لے کر خلافت کا درجہ اپنے اندر حاصل کرتا ہے اور ظلی طور پر الٰہی صورت کا مظہر ہو جاتا ہے اور جیسا کہ خدا غیب الغیب ہے اور اپنی ذات میں وراء الوراء ہے ایسا ہی یہ مومن کامل اپنی ذات میں غیب الغیب اور وراء الورا ہوتا ہے۔ دنیا اس کی حقیقت تک پہنچ نہیں سکتی۔ کیونکہ وہ دنیا کے دائرہ سے بہت ہی دور چلا جاتا ہے۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 241)

احمدی ڈاکٹرز توجہ فرمائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 15 دسمبر 2006ء کو خطبہ جمعۃ المبارک میں احمدی ڈاکٹرز کو ''تحریک وقف'' فرماتے ہوئے یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔

''ڈاکٹروں کو بھی اپنے آپ کو وقف کرنا چاہئے۔ چاہے تین سال کیلئے کریں چاہے پانچ سال کے لئے کریں۔ چاہے زندگی کیلئے کریں۔ لیکن وقف کر کے آگے آنا چاہئے۔''

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس تحریک پر لبیک کہنے کے خواہشمند تمام احمدی ڈاکٹروں کو فضل عمر ہسپتال ربوہ دعوت خدمت دیتا ہے۔ فضل عمر ہسپتال کو فوری طور پر مندرجہ ذیل شعبہ جات میں وقف ڈاکٹرز کی ضرورت ہے۔

Emergency/Trauma Centre
Peadiatrics.
Medicine.
Gynaecology
surgery.
Anaesthesia.
Pathologist
Radiologist

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

ضرورت انسپکٹر

دفتر مجلس انصاراللہ پاکستان کو ایک کارکن انسپکٹر کی ضرورت ہے۔ تعلیم کم از کم ایف اے/ ایف ایس سی ہو۔ عمر 35 تا 45 سال ہو۔ خدمت دین کا شوق رکھتا ہو۔ بعد تصدیق صدر صاحب محلّہ / امیر صاحب جماعت اپنی درخواستیں معہ نقول، اسناد و سرٹیفکیٹ مورخہ 25 دسمبر 2011ء تک دفتر انصاراللہ پاکستان پہنچادیں۔

(قائد عمومی مجلس انصاراللہ پاکستان)

مشعل راہ

اپنے والدین کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کرو

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ مورخہ 16 ؍جنوری 2004ء میں حضرت مسیح موعود کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

فرمایا کہ: صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی بعض ایسے مشکلات آ گئے تھے کہ دینی مجبوریوں کی وجہ سے ان کی ان کے والدین سے نزاع ہو گئی تھی۔ بہرحال تم اپنی طرف سے ان کی خیریت اور خبرگیری کے واسطے ہر وقت تیار رہو جب کوئی موقع ملے اسے ہاتھ سے نہ دو۔ تمہاری نیت کا ثواب تم کو مل رہے گا۔ اگر محض دین کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرنے کے واسطے والدین سے الگ ہونا پڑا ہے تو یہ ایک مجبوری ہے۔ اصلاح کو مدنظر رکھو اور نیت کی صحت کا لحاظ رکھو اور ان کے حق میں دعا کرتے رہو۔ یہ معاملہ کوئی آج نیا نہیں پیش آیا حضرت ابراہیمؑ کو بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا۔ بہرحال خدا کا حق مقدم ہے۔ پس خدا کو مقدم کرو اور اپنی طرف سے والدین کے حقوق ادا کرنے کی کوشش میں لگے رہو اور اُن کے حق میں دعا کرتے رہو اور صحت نیت کا خیال رکھو۔

(الحکم جلد 2،نمبر 16 مورخہ 2/مارچ 1908ء صفحہ 4۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود جلد سوم صفحہ 60-61)

پھر فرمایا کہ اگر دین کی وجہ سے اختلاف پیدا ہو جاتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کے حقوق ادا کرنے چھوڑ دو۔ تمہارے جو فرائض ہیں وہ تم پورا کرو۔ اور ان کے لئے دعا بھی کرتے رہو۔ شاید کسی وقت تمہاری دعائیں سنی جائیں اور اللہ تعالیٰ ان کو بھی راہ ہدایت دکھا دے۔ ان کو بھی اس کا پتہ چل جائے۔

پھر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی والدہ کے بارہ میں ہے کہ وہ قادیان آئی ہوئی ہیں۔ انہوں نے اپنی والدہ کی پیری اور ضعف کا اور ان کی خدمت کا جو وہ کرتے ہیں ذکر کیا یعنی بڑھاپے اور کمزوری کا تو حضرت نے فرمایا:۔

"والدین کی خدمت ایک بڑا بھاری عمل ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو آدمی بڑے بدقسمت ہیں۔ ایک وہ جس نے رمضان پایا اور رمضان گزر گیا پر اس کے گناہ نہ بخشے گئے اور دوسرا وہ جس نے والدین کو پایا اور والدین گزر گئے اور اس کے گناہ نہ بخشے گئے۔ والدین کے سایہ میں جب بچہ ہوتا ہے تو اس کے تمام ہم وغم والدین اٹھاتے ہیں۔ جب انسان خود دنیوی امور میں پڑتا ہے تب انسان کو والدین کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں والدہ کو مقدم رکھا ہے، کیونکہ والدہ بچہ کے واسطے بہت دکھ اٹھاتی ہے۔ کیسی ہی متعدی بیماری بچہ کو ہو۔ چیچک ہو، ہیضہ ہو، طاعون ہو، ماں اس کو چھوڑ نہیں سکتی"۔

پھر حضرت اماں جان کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "ہماری لڑکی کو ایک دفعہ ہیضہ ہو گیا تھا ہمارے گھر سے اس کی تمام قے وغیرہ اپنے ہاتھ پر لیتی تھیں۔ ماں سب تکالیف میں بچہ کی شریک ہوتی ہے۔ یہ طبعی محبت ہے۔ جس کے ساتھ کوئی دوسری محبت مقابلہ نہیں کر سکتی۔ خدا تعالیٰ نے اسی کی طرف قرآن شریف میں اشارہ کیا ہے کہ (۔) (النحل:91)۔"

(ملفوظات جلد چہارم۔ صفحہ نمبر 289-290)

(روزنامہ الفضل 8 جون 2004ء)

رپورٹ مکرم مبشر شہزاد صاحب

سکاٹ لینڈ میں امن کانفرنس

مجلس انصار اللہ کے زیر اہتمام گلاسگو کے نواحی علاقے جونسٹن (Johnstone) میں ایک بڑے پیمانے پر امن کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ اس کانفرنس میں جونسٹن اور اس کے نواحی علاقوں سے سکاٹش عوام کے علاوہ مختلف قومیتوں کے افراد نے بھی بھرپور شرکت کی۔ کانفرنس کے انعقاد سے قبل جماعت احمدیہ گلاسگو کے ممبران نے جونسٹن Johnstone کے ہر گھر میں جن کی تعداد 4,000 ہے کانفرنس کے انعقاد کے بارہ میں معلوماتی لٹریچر تقسیم کیا نیز ہفتہ وار سٹال بھی لگایا جاتا رہا۔ اسی طرح دو ہفت روزہ مقامی اخبارات The Gazette اور Barrhead News میں کانفرنس کے بارہ میں اشتہار اور بانی جماعت احمدیہ کی تصویر کے ساتھ کانفرنس کے بارہ میں خبر شائع کی۔ اس ادارہ کے مطابق اِن دو اخبارات کی اشاعت 16,000 ہے اور 25/30 ہزار لوگ اِنھیں پڑھتے ہیں۔

اس کانفرنس میں مختلف عمائدین شہر، پولیس افسران چرچ لیڈرز، رفاہی اداروں اور انسانی حقوق کی تنظیموں سے تعلق رکھنے والے نمائندگان اور عہدیداران نے بھی شرکت کی۔ اس کانفرنس کے موقعہ پر ہیومینیٹی فرسٹ جو کہ جماعت احمدیہ کا ایک رفاہی ادارہ ہے کی طرف سے دنیا بھر میں رفاہی اور انسانی خدمت کے موقع پر کی گئی کوششوں پر مشتمل بینر اور سٹال لگائے گئے۔ ملک محمود احمد ریجنل ناظم مجلس انصار اللہ سکاٹ لینڈ نے حاضرین کو خوش آمدید کہا۔ جس کے بعد کانفرنس کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز ڈاکٹر اعجاز الرحمٰن معاون صدر مجلس انصار اللہ کی زیر صدارت تلاوت قرآن اور اس کے انگریزی ترجمہ سے ہوا۔ قریشی داؤد احمد ریجنل مشنری سکاٹ لینڈ ریجن نے جماعت احمدیہ کا تعارف پیش کیا جس میں خصوصی طور پر جماعتی تاریخ کے علاوہ نصرت جہاں سکیم اور ہیومینیٹی فرسٹ کے تحت پوری دُنیا خصوصاً افریقہ میں تعلیم اور صحت کے میدان میں کی جانے والی خدمات اور یو۔کے میں چیریٹی واکس کے ذریعہ کی جانے والی رفاہی خدمات کا ذکر کیا۔

اس کے بعد Mr, Stewart Rorrison, Chief Inspector Johnstone Police Office نے قیامِ امن کیلئے پولیس کا کردار" کے عنوان سے تقریر کی۔ پولیس کے نمائندہ کی تقریر کے بعد perish چرچ کے دو نمائندگان Rv,Thaddeus Umaru اور Rev,Father Josiph B.Burke نے" قیام امن کیلئے عیسائیت کا کردار" کے عنوان سے تقریر کی۔ اس کے بعد عطاء المومن زاہد استاد جامعہ احمدیہ (یو۔کے) نے قرآن مجید اور احادیث نبویؐ کی روشنی میں امن کے بارہ میں دینی تعلیمات کے عنوان پر خطاب کیا۔

آخر پر مہمانِ خصوصی Hon, Linda Fabiani Member of Scottish Parliament نے خطاب کیا جس میں اُنہوں نے جماعت کی امن کیلئے کی جانے والی کوششوں کو سراہا نیز انسانیت کی فلاح کیلئے جماعتی خدمات کی تعریف کی۔ ممبر سکاٹش پارلیمنٹ کے خطاب کے بعد مجلسِ سوال و جواب کا آغاز ہوا جس میں حاضرین کی طرف سے پوچھے گئے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ آخر پر عبدالغفار عابد ریجنل امیر سکاٹ لینڈ نے Vote of Thank پیش کیا۔ پروگرام کا اختتام دُعا سے ہوا۔ بعد میں تمام حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ کھانے کے دوران بھی مہمانوں سے گفتگو کا سلسلہ جاری رہا اکثر مہمانوں نے اس علاقہ میں امن کانفرنس کے انعقاد پر خوشی کا اظہار کیا اور جماعت کی امن کیلئے کی جانے والی کوششوں کو سراہا نیز انسانیت کی فلاح کے لئے جماعتی خدمات کی تعریف کی۔

غیاث الدین بلبن

(متوفی 1286ء) ایک ترک امیر کا بیٹا تھا جس کے ماتحت دس ہزار قبیلے تھے، مگر دشمنوں نے اسے گرفتار کر کے بطور غلام فروخت کر دیا۔ التتمش نے خرید لیا اور جوہر قابل دیکھ کر ترک امراء میں شامل کر لیا۔ التتمش کے جانشینوں نے بھی اس کی بہت قدر کی۔ سلطان ناصر الدین محمود کے عہد میں بیس برس تک حقیقۃً وہی حکمران رہا۔ جب التتمش کے خاندان میں سے کوئی باقی نہ رہا تو بلبن ہی کو بادشاہ بنا دیا گیا۔ بلبن کے نمایاں کارنامے یہ ہیں۔ حکومت کا نظام مستحکم کر دیا۔ شمال و مغرب کی جانب سے بار بار تاتاریوں کے حملے ہو رہے تھے۔ بلبن نے شمالی و مغربی سرحد پر مضبوط حفاظتی چھاؤنیوں کا ایک سلسلہ قائم کر دیا۔ عوام خوشحالی کی زندگی بسر کرنے لگے۔ بنگال میں بغاوت ہوئی تو بلبن خود وہاں پہنچا اور باغیوں کا خاتمہ کر کے اپنے بیٹے بغرا خاں کو وہاں کا صوبہ دار بنا آیا۔ ہندوستان کے خاندان غلاماں میں قطب الدین ایبک اور شمس الدین التتمش کے بعد بلبن ہی سب سے بڑا فرمانروا تھا۔

(اردو جامع انسائیکلوپیڈیا)

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

سیدنا حضرت مسیح موعود کے فرزند ارجمند

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کا ذکر خیر

مکرم چوہدری رشید الدین صاحب

﴿قسط دوم آخر﴾

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی عمر کا ایک حصہ فوج میں گزرا۔ لمبی بیماریاں تو بعد میں آئیں۔ جوانی میں آپ مناسب قد کاٹھ، وجیہ شکل وصورت، سڈول اور مضبوط جسم کے مالک تھے ایک جوان رعنا تھے۔ انگریز کے زمانہ میں جب آپ کے فوج میں جانے کا فیصلہ ہوا تو آپ کو بطور لیفٹیننٹ برما کمپنی میں خوش آمدید کہا گیا۔ ڈیرہ دون میں آپ نے صوبیدار مدد خان سے ٹریننگ حاصل کی۔ انہوں نے ڈیڑھ مہینہ کے بعد ہی اپنے انگریز کرنل سے کہا کہ ان کو مزید ٹریننگ کی ضرورت نہیں۔ جو کچھ یہ جانتے ہیں میں بھی نہیں جانتا یہ تو اب مجھے پڑھاتے ہیں۔ ایسا فہم وذکا رکھنے والا شخص میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ تھوڑے عرصہ میں ہی آپ کی ذہانت اور وجاہت کی وجہ سے فوج میں آپ کی عزت اور وقار قائم ہو گیا۔ افسر اور جوان ہر کوئی آپ کی تکریم کرتا تھا۔ جب احمدیہ ٹیریٹوریل فورس

Ahmadiyya Territorial Force

قائم ہوئی تو آپ اس کے افسر تھے اور آپ کا رینک (rank) کیپٹن ہو چکا تھا۔ اس زمانہ کا ایک واقعہ محترم ڈپٹی محمد شریف صاحب (ریٹائرڈ ای۔اے۔سی) بیان کرتے ہیں جس سے آپ کے وقار اور جسمانی قوت کا اندازہ ہوتا ہے۔

1930ء میں جب حضرت میاں صاحب انبالہ چھاؤنی میں مقیم تھے ان دنوں محترم ڈپٹی صاحب انبالہ شہر میں مجسٹریٹ درجہ اوّل متعین تھے۔ ایک دن انہیں اطلاع ملی کہ احمدیہ ٹیریٹوریل فورس اور کرسچن ٹیریٹوریل فورس فٹ بال میچ کھیل رہی ہے۔ وہ کہتے ہیں میں بھی میچ دیکھنے چلا گیا۔ جب ٹیمیں میدان میں آئیں تو میاں صاحب ٹیم کے کپتان کے طور پر فل بیک کی جگہ پر کھڑے تھے۔ عیسائی ٹیم کا کپتان بڑا قوی ہیکل جوان تھا۔ میچ شروع ہوا تو عیسائی کیپٹن نے کھیلتے ہوئے پورے زور سے حضرت میاں صاحب کو شولڈر مارا لیکن آپ مضبوط چٹان کی طرح اپنی جگہ قائم رہے اور وہ اپنے مقصد میں ناکام رہا۔ تھوڑی دیر بعد موقع ملنے پر پھر اس نے ایسا ہی کیا۔ تاہم میاں صاحب اپنی جگہ قائم رہے مگر اسے کچھ نہیں کہا۔ آخر جب تیسری دفعہ اس نے آپ کو شولڈر مارا تو حضرت میاں صاحب نے اپنے کندھے کو خفیف سی حرکت دی جس سے عیسائی کیپٹن پرے جا گرا۔ اسے سخت چوٹ آئی۔ وہ مزید کھیلنے کے قابل نہ رہا اور میدان سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد احمدیہ ٹیم کو کھیل میں فتح حاصل ہوگئی۔

کچھ عرصہ بعد حکومت کی طرف سے حضرت میاں صاحب کو ریکروٹنگ آفیسر (Recruiting Officer) مقرر کر دیا گیا۔ آپ نے بڑی کامیابی سے یہ کام سرانجام دیا اور جنگ کے دوران میں حکومت کو بڑی تعداد میں ریکروٹ بھرتی کر کے دیئے۔ آپ کو یہ کام کرتے ہوئے خاکسار نے خود دیکھا ہے۔ بھرتی کیلئے جب آپ نے ضلع سرگودھا کا دورہ کیا تو جماعت کی طرف سے ہمارا گاؤں چک نمبر 37 جنوبی بھی ایک سنٹر مقرر کیا گیا تھا۔ حضرت میاں صاحب کے تشریف لانے کے دن اردگرد کی جماعتوں کے احباب کثرت سے ہمارے گاؤں میں پہنچ گئے۔ بڑی رونق اور عظیم اجتماع تھا۔ خاکسار کے والد مکرم چوہدری جلال الدین صاحب صدر جماعت تھے۔ انہی کا سارا انتظام تھا۔ کئی دن کی لگاتار محنت سے انہوں نے یہ کام سرانجام دیا۔ وسیع چوپال کو خوب سجایا گیا تھا۔ سب لوگ شاداں اور فرحاں تھے کہ حضرت مسیح زماں کے عالی مرتبہ فرزند بنفس نفیس اس دورافتادہ گاؤں میں تشریف لا رہے تھے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب سرگودھا جماعت کے چند عہدیداران کے ہمراہ بارہ بجے کے قریب گاؤں پہنچے۔ آپ کا شاہانہ استقبال کیا گیا۔ بعدازاں سب حاضرین نے کھانا کھایا اور نماز کے لئے بیت میں چلے گئے۔ چوپال کے وسط میں ایک بڑا چھپر ہوتا تھا۔ نماز کے بعد اس کے نیچے بھرتی شروع ہوئی۔ حضرت میاں صاحب ایک کرسی پر تشریف فرما تھے۔ بھرتی ہونے والے نوجوان باری باری پیش ہوتے۔ آپ خود ان کا جائزہ لیتے، قد اور چھاتی ناپتے اور کوائف نوٹ کرواتے۔ اس موقع پر آپ نے لوگوں کو بھرتی ہونے کی تحریک بھی کی۔ فرمایا کہ ملک کی حفاظت اور بہتری کے لئے ضروری ہے کہ اس وقت بھرتی ہو کر حکومت کی مدد کی جائے۔ ہمارے ہم وطن لاکھوں جوان آج کل محاذ جنگ پر دشمن سے برسرپیکار ہیں۔ ان کی مدد اور حفاظت کے لئے مزید لوگوں کا اس کام میں شامل ہونا لازمی ہے۔ شکست کی صورت میں ہمارے وطن کی آزادی خطرہ میں پڑ جائے گی اور ملک سخت مشکلات میں پھنس جائے گا۔ اس لئے جوانوں کو ملک کے لئے قربانی کے جذبات لے کر زیادہ سے زیادہ فوج میں بھرتی ہونا چاہئے۔ بھرتی کے کام سے فارغ ہو کر آپ نے احباب جماعت اور دیگر معززین کو الوداعی ملاقات کا شرف بخشا اور پھر واپس سفر پر روانہ ہوگئے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کو اپنی زندگی میں قید و بند کی آزمائش سے بھی واسطہ پڑا۔ 1953ء میں آپ نے دو ماہ قید سخت کاٹی۔ اس عرصہ میں آپ کے چہرہ پر کسی قسم کی گھبراہٹ یا پریشانی نظر نہیں آئی۔ آپ ہشاش بشاش اور مطمئن نظر آتے تھے اور ساتھی قیدیوں کو دلچسپ واقعات اور ایمان افروز باتیں سنا کر ان کے حوصلے بلند کرتے رہتے تھے۔ واقعہ یہ ہوا کہ 1953ء میں آپ کے پاس لاہور میں اسلحہ سازی کا ایک کارخانہ تھا جو گورنمنٹ سے باقاعدہ لائسنس یافتہ تھا۔ پاکستانی فوج اپنی ضرورت کے لئے اس کارخانہ سے کچھ کرچیں بنوانا چاہتی تھی۔ انہوں نے نمونہ کے طور پر ایک کرچ بھجوائی کہ اس کے مطابق کرچیں تیار کروا دی جائیں۔ اس سلسلہ میں جو خط و کتابت محکمہ فوج سے ہوئی وہ تمام حضرت صاحبزادہ صاحب کے پاس موجود تھی اور وہ پیش کر دی گئی لیکن اس کے باوجود یکم اپریل 1953ء کو ناجائز طور پر کرچ رکھنے کے الزام میں آپ کو گرفتار کر لیا گیا اور پھر فوجی عدالت نے مارشل لاء کے تحت آپ کو ایک سال قید سخت اور پانچ ہزار جرمانہ کی سزا سنادی۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور آپ دو ماہ بعد ہی رہا کر دیئے گئے۔

قید سخت میں دو ماہ کا عرصہ گزارنا بھی کوئی معمولی بات نہیں۔ جیل میں تو ایک دن بھی مشکل سے گزرتا ہے اور اکثر لوگ مایوس ہو جاتے ہیں لیکن آپ نے تائید ایزدی کے ساتھ یہ تمام عرصہ کمال صبر وشکر، حوصلے اور اطمینان کے ساتھ خوش باش رہ کر گزارا۔ چنانچہ آپ کے قید کے ایک ساتھی مکرم محمد بشیر زیروی صاحب (برادر محترم ثاقب زیروی صاحب) کا بیان ہے کہ:

عمر کے لحاظ سے حضرت میاں شریف احمد صاحب ہم سب میں بڑے تھے اور صحت کے لحاظ سے بھی کمزور مگر حوصلہ کے اعتبار سے ازحد مضبوط و مستحکم ......ہمیں نصیحت فرماتے کہ بیٹا ہم خدا تعالیٰ کی خاطر یہاں آئے ہیں۔ یہ ہمارے ایمانوں کی آزمائش ہے اگر ہم آزمائش میں پورے نہ اترے تو ہم جیسا بدنصیب کوئی نہ ہوگا۔ اور اگر اس آزمائش میں کامیاب ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہوں گے۔ اگر ہم نے جھوٹ بولا تو اس کی نصرت سے محروم ہو جائیں گے۔ خواہ کتنی بڑی سزا مل جائے مگر سچ کا دامن کسی صورت میں بھی نہیں چھوڑنا''۔

(تاریخ احمدیت۔ جلد 16 صفحہ 262)

حضرت میاں صاحب جب تک ہمارے پاس رہے ایک لحہ کے لئے بھی ہمیں اداس اور غمگین نہیں ہونے دیا اور ہمیں واقعات سنا سنا کر ہمارے حوصلے بلند فرماتے رہے۔ گویا جیل میں بھی ہر روز مجلس علم وعرفان جمتی رہی۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے زبردست روحانی قوت عطا فرمائی تھی اور آپ کی توجہ بڑی اثر انگیز تھی۔ وقت پر اس کا اظہار بھی ہوتا تھا اور کئی لوگوں کو اس کا تجربہ حاصل ہوا۔ محترم ڈپٹی محمد شریف صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت میاں صاحب مجھ سے بے تکلف تھے اور ہم جوانی کے زمانہ میں اکٹھے شکار کے لئے جایا کرتے تھے آپ کا نشانہ بے خطا تھا۔ کئی دفعہ آپ نے دور سے ہی فائر کر کے ہرن اور اڑیال وغیرہ جانور مار گرائے۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم شکار کے لئے شیخوپورہ گئے۔ ان دنوں میں اس شہر کے اردگرد کا بہت سا علاقہ جنگل تھا۔ ہم جنگل میں پھرتے ہوئے دور نکل گئے۔ ایک جگہ ہمیں جھونپڑی نظر آئی۔ ہم وہاں گئے تو اس کے اندر ایک بوڑھا سکھ لیٹا ہوا تھا۔ وہ شدید درد سے تڑپ رہا تھا۔ اس نے علاج کے لئے بہت سے تعویذ باندھ رکھے تھے لیکن اسے افاقہ نہ ہوا تھا۔ اس نے بتایا کہ کئی دن سے اس کا یہی حال ہے۔ اس کی حالت دیکھ کر ہمیں بڑا ترس آیا۔ میں نے حضرت میاں صاحب سے دعا کے لئے عرض کیا۔ آپ نے زیرلب کچھ دعائیں پڑھنے کے بعد اس پر دم کیا۔ میں نے عجیب کرشمہ دیکھا کہ اسے فوراً آرام آ گیا اور وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر حضرت میاں صاحب کا شکریہ ادا کیا اور دعائیں دیں۔ پھر اس نے اس ویرانہ میں اپنے غریبانہ انداز پر ہماری بہت خاطر مدارات کی۔ آپ کہتے ہیں کہ اس جوانی کے عالم میں حضرت میاں صاحب کی زبردست روحانی قوت کا مشاہدہ کر کے میں حیران رہ گیا۔

ایسا ہی ایک واقعہ محترم خلیفہ صلاح الدین صاحب نے بیان کیا ہے کہ حضرت میاں صاحب کی دعا اور توجہ سے ایک گمشدہ بچہ غیر معمولی طور پر بازیاب ہو گیا۔ ان کی روایت ہے کہ آپ سفر میں کسی کے ہاں رات کو مہمان ٹھہرے۔ آپ کو جلد ہی احساس ہوا کہ گھر والے پریشان ہیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ان کا بچہ گم ہو گیا ہے اور پوری تلاش اور دوڑ دھوپ کے باوجود اب تک کوئی سراغ نہیں ملا۔ اس خبر سے آپ کو صدمہ ہوا آپ گھر والوں کی پریشانی اور قلق کے پیش نظر سو نہ سکے اور دعا میں لگ گئے۔ قریباً نصف رات کے وقت آپ نے اہل خانہ کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے کشفاً مجھے خبر دی ہے کہ آپ کا بچہ خیریت سے ہے اور

ایک معمر شخص اسے گھر پہنچانے آیا ہے۔ آپ نے گھر والوں کو تسلی دی۔ اس سے ان کی جان میں جان آئی اور اطمینان ہوا۔ حضرت میاں صاحب کو بھی کچھ آرام کا موقع مل گیا۔ صبح جب آپ روانہ ہونے والے تھے تو ابھی تک بچہ گھر نہیں پہنچا تھا۔ آپ کی روانگی کے لئے تیاری دیکھ کر گھر والوں کی پریشانی عود کر آئی۔ یہ دیکھ کر حضرت میاں صاحب پھر دعا میں مشغول ہو گئے۔ آپ نے دعا کی کہ اے قادر مطلق خدا! میں اہل خانہ کو اس حالت میں چھوڑ کر سفر پر روانہ نہیں ہو سکتا تو فضل فرما اور بچہ کو میری موجودگی میں یہاں پہنچا دے۔ کہتے ہیں کہ اس کے تھوڑی دیر بعد ایک عمر رسیدہ شخص بچہ کے ساتھ گھر پہنچ گیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اہل خانہ کو خوش و خرم چھوڑ کر اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت میاں صاحب کی روحانی توجہ اور دعا کا فیض ہمیں بھی حاصل ہوا۔ میں نے شروع میں آپ کی دریائے چناب کی طرف سیر کا ذکر کیا ہے۔ ایک دن یہ سیر خاصی لمبی ہو گئی۔ گرمی کا موسم تھا۔ دھوپ تیز تھی اور میں نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ یہ رمضان کے دن تھے۔ جب ہم پھرتے پھراتے آخر میں آپ کے مکان پر پہنچے تو خاکسار نڈھال ہو چکا تھا۔ حضرت میاں صاحب کو میری اس حالت کا احساس ہو گیا۔ آپ نے نظر بھر کر مجھے دیکھا اور فرمایا تم اب جاؤ اور آرام کرو۔ غالباً زیر لب دعا بھی کی ہو گی۔ میں اپنے گھر کو روانہ ہوا تو سوچ رہا تھا کہ آج کا روزہ تو بڑی ہی مشکل سے پورا ہو گا۔ نماز کے بعد میں نے کمرہ ٹھنڈا کیا اور سو گیا۔ جب بیدار ہوا تو پیاس، بے چینی اور کمزوری سب کچھ غائب تھا۔ طبیعت ہشاش بشاش تھی اور روزہ کا بقیہ وقت بڑے ہی آرام سے گزرا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ سب حضرت میاں صاحب کی روحانی توجہ اور دعا کا نتیجہ ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کا ایک خاص وصف سادگی اور انکساری تھا۔ آپ سادگی اور بے تکلفی کا ایک چلتا پھرتا نمونہ تھے۔ نہایت سہل الملاقات بزرگ تھے۔ کوئی تکلف نہیں تھا۔ ہر کوئی جب چاہتا آپ سے ملاقات کر لیتا۔ آپ عام آدمی کی طرح زندگی گزارنا پسند کرتے تھے۔ ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر ریلوے سٹیشن کے قریب بڑے لنگر خانہ میں خاکسار کی سالن پکوائی پر ڈیوٹی تھی۔ ایک دن مغرب کے بعد میاں صاحب ایک دو ساتھیوں کے ساتھ لنگر خانہ میں تشریف لائے اور مجھے ارشاد فرمایا کہ کھانا کھلاؤ۔ ہم میز کرسی کے لئے دوڑ دھوپ کرنے لگے تو فرمایا اس کی ضرورت نہیں ہم زمین پر بیٹھ کر کھانا کھائیں گے۔ چنانچہ آپ بے تکلفی سے ایک گرم چولہے کے پاس اکڑوں بیٹھ گئے۔ میں نے سالن ایک چھوٹی بالٹی میں ڈال دیا۔ تازہ روٹی اور پیالے ساتھ رکھ دیئے۔ آپ نے مٹی کے پیالہ میں سالن ڈالا یہ گوشت اور آلو کا شوربا تھا۔ آپ روٹی سے لقمہ توڑتے تو اسے اچھی طرح شوربے میں ڈبو کر نرم کرتے اور نوالہ منہ میں ڈال لیتے۔ آپ نے بے تکلف انداز میں سیر ہو کر کھانا کھایا۔ فرمایا یہ کھانا تو گھر پر بھی میسر آ سکتا ہے لیکن حضرت مسیح موعود کے لنگر میں بیٹھ کر کھانے کا لطف کچھ اور ہی ہوتا ہے۔ اس کے بعد آپ واپس تشریف لے گئے۔

مکرم مستری محمد عبد اللہ صاحب نلکا ساز ربوہ کھانے کے سلسلہ میں حضرت میاں صاحب کی سادگی اور کفایت کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ربوہ سے جابہ جاتے ہوئے آپ رستہ میں ایک مناسب جگہ پر کھانے کے لئے ٹھہرے۔ ہمیں خیال تھا کہ آپ پر تکلف کھانا ساتھ لائے ہوں گے۔ لیکن جب آپ نے توشہ دان کھولا تو اس میں صرف پراٹھے اور ابلے ہوئے آلو تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک اور سفر میں میری غلطی سے سالن بہت تھوڑا تھا لیکن آپ نے ذرا بھی برا نہ منایا اور خوش خوش اس سالن کو چٹنی کی طرح استعمال کیا۔

حضرت میاں صاحب کی شخصیت ایسی تھی کہ آپ کی موجودگی میں ہر کوئی چوکس رہتا اور دفتر کا ماحول باوقار اور سنجیدہ ہوتا۔ تاہم آپ سخت گیر افسر نہ تھے۔ موقع اور محل کے مطابق آپ لطیف مزاح بھی کر لیتے تھے۔ جس سے محظوظ ہوتے۔ ایک دفعہ ایک جماعت کی طرف سے اطلاع ملی کہ ایک احمدی باپ اپنی بیٹی کا رشتہ اپنے غیر از جماعت رشتہ داروں میں کر رہا ہے۔ مقامی عہدیداران جماعت کی پوری کوشش کے باوجود اپنی بات پر مصر ہے۔ اس لئے مرکز سے کسی ایسے مربی کو یہاں بھجوایا جائے جو اپنے وعظ و نصیحت اور بزرگانہ اثر سے انہیں اس کام سے باز رکھ سکیں۔ حضرت میاں صاحب نے مشورہ کے طور پر خاکسار سے دریافت فرمایا کہ کس شخص کو وہاں بھجوایا جائے۔ ہم ابھی یہ بات کر ہی رہے تھے کہ ایک مربی صاحب دفتر میں تشریف لے آئے۔ میں نے عرض کیا کہ جس بزرگ کی ہمیں تلاش تھی وہ خود یہاں پہنچ گئے ہیں انہیں بھیج دیا جائے۔ یہ بزرگ شادیوں کے سلسلہ میں شہرت رکھتے تھے۔ حضرت میاں صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ یہ ہیں تو مناسب اور انشاء اللہ اس کام میں کامیاب بھی رہیں گے لیکن ان کے متعلق ایک ڈر ہے کہ کہیں اپنی درخواست نہ پیش کر دیں۔ اس پر ایک قہقہہ بلند ہوا اور سب مسکرانے لگے۔ یہ بزرگ بھی خوش مزاج تھے اور کسی زمانہ میں کلاس فیلو ہونے کی وجہ سے حضرت صاحبزادہ صاحب سے بے تکلف تھے۔ فوراً عرض کیا کہ حضرت! لوگ میرے متعلق ایسی باتیں تو کرتے ہیں لیکن یہ نہیں سوچتے کہ اگر دوسرا فریق خود اس بات پر اصرار کرے تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں۔ مجبور ہو جاتا ہوں۔ اس خوشگوار ماحول سے سب نے حظ اٹھایا۔ حضرت میاں صاحب نے انہیں وہاں بھجوا دیا اور بفضل خدا کامیاب واپس آئے۔

خاکسار جب ربوہ سے باہر چلا گیا تو پھر بھی آپ کی شفقت سے حصہ ملتا رہا۔ آپ کے خطوط مجھے ملتے رہے جو میں نے جمع کر رکھے تھے لیکن اتنے لمبا عرصہ میں کہیں گم ہو گئے۔ اب صرف ایک کارڈ میرے پاس محفوظ ہے جو دوائی کے بارہ میں ہے۔

میری پہلی تقرری کراچی میں ہوئی۔ کراچی ان دنوں ملک کا دارالحکومت تھا۔ صاف ستھرا اور پُر امن شہر تھا۔ ہر قسم کا کاروبار وہاں ہوتا تھا۔ اور ہر چیز وہاں ملتی تھی۔ حضرت میاں صاحب کو اپنی بیماری کی وجہ سے کئی دوائیں استعمال کرنی پڑتی تھیں جن میں سے بعض اس وقت ربوہ یا لاہور میں نہیں ملتی تھیں۔ یہ ادویات آپ کراچی سے منگوا لیتے تھے۔ جب تک خاکسار کراچی میں رہا یہ خدمت میرے سپرد رہی۔ حسب ارشاد خاکسار دوائی وغیرہ خط ملتے ہی بھجوا دیتا تھا لیکن بعض دفعہ دوائی کے دستیاب ہونے یا آپ تک پہنچنے میں کچھ وقت لگ جاتا تو آپ یاددہانی کروا دیتے تھے۔ آپ کا یہ کارڈ اسی سلسلہ میں درج ذیل ہے:

26 June 1958

پتہ-----

مکرمی رشید الدین صاحب

احمدیہ ہال۔ میگزین لین کراچی

مکرم رشید صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس سے قبل بھی دوائی کے بارہ میں لکھا گیا تھا کہ مزید دوائی ارسال کی جائے۔ لیکن ابھی تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔ بہر حال جلد از جلد دوائی کی چار شیشی ارسال کریں۔ ممنون ہوں گا۔

والسلام

(دستخط) مرزا شریف احمد

(مہر) ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد

ربوہ سے باہر چلے جانے کے بعد جب خاکسار جلسہ سالانہ کے موقع پر ربوہ آتا تو پھر کچھ دن میاں صاحب کے قرب کا موقع مل جاتا۔ ایک دفعہ جب کہ میری تقرری کوئٹہ میں تھی اور خاکسار جلسہ سالانہ کے لئے ربوہ آیا تو جلسہ کے بعد حضرت میاں صاحب نے ارشاد فرمایا کہ میرے اسلحہ کے لائسنس کی تجدید ہونے والی ہے تم یہ کام باہر جانے سے پہلے پہلے کروا دو۔ میں نے آپ سے لائسنس لیا اور چند دن میں تجدید کروا کے آپ کو واپس کر دیا۔ یہ جنوری 1961ء کی بات ہے۔ اس وقت بیماری کی وجہ سے آپ بہت کمزور ہو چکے تھے۔ چند دن میں آپ بھول گئے کہ تجدید ہو چکی ہے اور ساتھ ہی میرا نام بھی ذہن سے اتر گیا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد نظارت امور عامہ کا آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلحہ کا لائسنس طلب کیا تا کہ نظارت اس کی تجدید کروا دے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ تو میں نے اپنے ایک مربی کو تجدید کے لئے دیا تھا جو ابھی تک واپس نہیں ملا اور میں مربی کا نام بھی بھول گیا ہوں۔ صرف اتنا یاد ہے کہ وہ پہاڑ پر رہتا ہے۔ اس کارکن نے یہ بات دفتر جا کر مولوی عبد العزیز صاحب بھامبڑی کو بتا دی۔ وہ جلد ہی میرے گھر پہنچ گئے اور فرمایا کہ میں نے سوچا کہ پہاڑ تو دو ہی ہیں جہاں ہمارے مربی رہتے ہیں ایک مری اور دوسرا کوئٹہ۔ مری میں رہنے والے مربی صاحب کو میاں صاحب یہ کام دے نہیں سکتے تھے۔ اس لئے لائسنس آپ ہی کو دیا ہو گا۔ میں نے تفصیل انہیں بتائی اور پھر ہم دونوں حضرت میاں صاحب کی خدمت میں گھر پر حاضر ہوئے۔ میری گزارش پر آپ نے اندر جا کر لائسنس تلاش کیا تو وہ مل گیا۔ آپ خوش ہوئے اور جزاکم اللہ کہا۔ اس موقع پر آپ مولوی صاحب کا بھی شکریہ ادا کیا۔ تھوڑی دیر آپ کے پاس بیٹھ کر ہم واپس آ گئے۔ حضرت میاں صاحب سے یہ میری آخری ملاقات ثابت ہوئی کیونکہ جلد ہی خاکسار نائیجیریا چلا گیا۔ پھر وہیں ہمیں آپ کی وفات کی افسوسناک خبر ملی۔ جو 26 دسمبر 1961ء کو ہوئی۔ ع

اے خدا بر تربت او بارش رحمت ببار

آخر میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے اور حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے دو اقتباس درج کر کے میں اس ذکر کو ختم کرتا ہوں جو انہوں نے آپ کی وفات پر تحریر فرمائے تھے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب آپ کی وفات پر انتہائی صدمہ کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ہم اپنے آقا محمد مصطفی ﷺ کے ان پیارے الفاظ کے سوا کچھ نہیں کہتے کہ

العین تدمع والقلب یحزن ......

ہمارا مرحوم بھائی گو پبلک میں نسبتاً کم آیا مگر اس میں بہت سی خوبیاں تھیں جو حقیقتاً قابل رشک تھیں۔ سادہ مزاجی۔ غریب پروری۔ ہمدردی اور تکالیف میں صبر و شکر اور اس پر خدمت دین اور اتحاد کا جذبہ اور اصابت رائے ایسی باتیں ہیں جن سے ان کی روح میں ایک خاص قسم کا جلا پیدا ہو گیا تھا۔ انہوں نے اپنی طویل اور تکلیف دہ بیماری کو جس ہمت اور صبر کے ساتھ برداشت کیا وہ انہی کا حصہ تھا۔ میں تو جب گزشتہ بیس بائیس سال کے حالات اور واقعات پر نظر ڈالتا ہوں تو حیران ہوتا ہوں کہ انہوں نے کس ہمت اور ضبط اور صبر و شکر سے ان حالات کو برداشت کیا اور کبھی ایک کلمہ ناشکری کا اپنی زبان پر نہیں لائے۔ مگر افسوس کہ ہم ان کی خدمت کا حق ادا نہیں کر سکے۔ بعض باتیں تحریر میں نہیں لائی جا سکتیں اور یہ باتیں اکثر لوگوں

کی نظروں سے اوجھل ہیں لیکن جو لوگ جانتے ہیں وہ ان کی قدر و قیمت کو پہچانتے ہیں اور ان کے دل کی گہرائیوں سے دعائیں اٹھ اٹھ کر آسمان کی طرف جاتی ہیں''۔

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے آپ کی اعلیٰ صفات کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

''وہ ایک نہایت شریف اسم بامسمیٰ نہایت صاف دل۔غریب طبیعت، دل کے بادشاہ، عالی حوصلہ، صابر، متحمل مزاج وجود تھے۔اس لئے نہیں کہ وہ میرے بھائی تھے بلکہ اس کو الگ رکھ کر کوئی بطور سچی شہادت کے مجھ سے ان کی بابت سوال کرے تو میں یہی کہوں گی کہ وہ ایک ہیرا تھا نایاب۔ وہ سراپا شرافت تھا۔ایک چاند تھا جو چھپا رہا اکثر اور چھپے چھپے چپکے چپکے رخصت ہو گیا۔اللہ تعالیٰ کی آغوش رحمت میں پہنچ گیا۔ان کے دکھ اور درد آخر ختم ہو گئے۔گو ہمارے دلوں میں بے شک ان کی یاد اور درد جدائی قائم رہے گا۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو دعاؤں سے خدمت کی توفیق دے اور ان کو اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔آمین۔

مکرم سیف اللہ وڑائچ صاحب

میرے نانا مکرم چوہدری محمد خاں چٹھہ صاحب

خاندانی حالات

میرے ننھیال مدرسہ چٹھہ تحصیل وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ میں ہیں۔میرے نانا چوہدری محمد خاں چٹھہ صاحب اپنے والد مکرم لدھے خاں چٹھہ کی اولاد میں سب سے بڑے تھے۔چوہدری لدھے خاں کی دو بیویاں تھیں، بڑی بیوی میں سے محمد خاں اور سردار خاں جبکہ چھوٹی بیوی سے مکرم نذیر اور مکرم کرم الٰہی تھے۔چٹھہ قوم کے ضلع گوجرانوالہ میں 84 گاؤں ہیں اور پانچ ریلوے سٹیشن ہیں۔ جاملے چٹھہ، منچر چٹھہ، علی پور چٹھہ، گاجر گولہ چٹھہ اور شوری چٹھہ۔یہ قوم دریائے چناب کے بائیں کنارہ پر آباد ہے اور گڑھی سے لے کر نّگی چٹھہ تک اور احمد نگر سے لے کر مڑھ چٹھہ تک اور جاملے چٹھہ سے لیکر شوری چٹھہ تک پھیلی ہوئی ہے اور اب 84 سے شاید زیادہ گاؤں ہو گئے ہیں۔یہ تحصیل وزیرآباد اور تحصیل حافظ آباد میں آباد ہیں۔ علی پور چٹھہ کا پیر محمد چٹھہ احمد خاں چٹھہ جس کو احمد شاہ ابدالی نے توپ دی تھی۔آج بھی وہ توپ عجائب گھر لاہور کے سامنے مال روڈ پر کھڑی ہے۔

میرے پڑدادا چوہدری عبداللہ خاں نمبردار کی شادی بھی (غازی چک کوکانوالہ) کے چوہدری امام دین چٹھہ کی جو پھوپھی تھیں جن کا نام گوھر بی بی تھا کے ساتھ ہوئی تھی۔امام دین چٹھہ چوہدری محمد نواز چٹھہ کے دادا تھے۔ جو کہ ایک بڑی کاروباری شخصیت ہیں۔جماعت سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ اس قوم کا سیاسی سربراہ احمد نگر کا چٹھہ خاندان ہے۔ چوہدری صلاح الدین چٹھہ اور اب ان کا بیٹا حامد ناصر چٹھہ ہیں۔

میرے نانا ایک محنتی زمیندار تھے اور چھ جماعت تک پڑھے ہوئے تھے 12 ہل کی واہی (کاشتکاری) یعنی 12 جوگیں تھیں جن کے ساتھ کاشتکاری کرتے تھے اور عیسائی ملازم ساتھ رکھتے تھے۔میرے نانا کی پہلی شادی کوٹ جہانگیر نزد کلاسکے ضلع گوجرانوالہ میں ہوئی اور بیگم کا نام رسول بی بی تھا۔جس کے بطن سے دو بیٹیاں نذیر بیگم اور حمیدہ بیگم پیدا ہوئیں۔

میرے نانا نے اپنی برادری کے ایک عزیز کی وفات کے بعد جس کی اپنی کوئی اولاد نہ تھی دوسری شادی میری نانی رحمت بی بی صاحبہ سے کی جو کہ ہیڈ قادرآباد کے پاس برج چٹھہ گاؤں کی تھیں۔ رحمت بی بی دختر چوہدری اخلاص خاں چٹھہ کے ساتھ جب شادی کر لی تو پہلی بیوی روٹھ کر میکے چلی گئی اور پھر جب رحمت بی بی کی وفات سب سے چھوٹے بیٹے محمد انور کی پیدائش کے چند دن بعد ہوگئی تو بڑی مشکل سے واپس آئیں اور بعد میں ایک بیٹی حمیدہ بیگم پیدا ہوئیں۔رحمت بی بی کے بطن سے شیر محمد، بشیر بیگم (میری والدہ)، نواب بیگم، نذر محمد اور محمد انور پیدا ہوئے۔محمد خاں کی کل اولاد 3 بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں۔

قبولیت احمدیت

مدرسہ چٹھہ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا اور صرف چٹھہ برادری ہی کی ساری زمینیں تھیں اور ایک ہی نسل کے آدمی آباد تھے۔گاؤں کے تقریباً تمام زمینداروں کا مذہب شیعہ تھا اور اہل تشیع ہی کا زور تھا۔باقی اہل سنت میں چند غیر کاشتکار لوگ آباد تھے اور عیسائیوں کی بھی کافی تعداد آباد تھی جو ابھی تک ہے۔

اس گاؤں میں ایک خوبی ہے کہ یہاں پر علمی بحث ہوتی رہتی تھی۔اس گاؤں میں آج تک کوئی ایسی لڑائی نہیں ہوئی جو قتل و غارت تک پہنچے۔لوگ پر امن ہیں مگر مذہب کے پابند ہیں اور مذہبی علم رکھتے ہیں اور اس پر اکثر بحث ہوتی رہتی ہے۔

مدرسہ چٹھہ میں صرف ایک احمدی چوہدری اللہ داد اولکھ تھا۔اس نے حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب کو مناظرہ کے لئے بلایا اور شیعہ حضرات نے اپنے مناظر علامہ فضل الدین مجتہد العصر کو لکھنؤ سے خاص طور پر مناظرہ کے لئے بلایا۔کافی بحث کے بعد شیعہ مناظر میدان چھوڑ گیا اور اسی رات واپس لکھنؤ کیلئے روانہ ہوگیا۔اس مناظرہ کی کامیابی کے نتیجہ میں 8 افراد نے احمدیت قبول کرلی اور ان آٹھ افراد میں میرے نانا چوہدری محمد خاں چٹھہ بھی شامل تھے۔باقی افراد میں چوہدری محمد حیات، چوہدری اللہ بخش، چوہدری سردار خاں، مولوی علی محمد، نواب خان جولاہا، پیر بخش کمہار اور غیر کاشتکار پیشہ کے چند لوگ تھے۔

اس کے بعد حضرت مولانا غلام رسول راجیکی کا مناظرہ دوبارہ سید ذوالفقار علی کے ساتھ ہوا اور 12 افراد نے بیعت کی اس کے بعد گاؤں کے تمام معتبر افراد جماعت احمدیہ میں شامل ہوگئے اور شیعہ حضرات بہت کم تعداد میں رہ گئے۔

میرے نانا کے بھائی سردار خاں نے بیعت کر لی مگر نذیر احمد اور کرم الٰہی بدستور اہل تشیع رہے۔ نذیر احمد کی ایک ہی بیٹی تھی رقینہ بیگم وہ بھی خدا کے فضل سے احمدی ہیں۔مگر اس گاؤں میں بہت زیادہ اتفاق ہے ہر کوئی اپنے اپنے مذہب پر قائم ہے کوئی دوسرے کو برا بھلا نہیں کہتا۔ایک ہی قبرستان ہے سب مرنے والے کی میت کے ساتھ جاتے ہیں اور جس مذہب کا ہو وہ جنازہ پڑھا دیتا ہے اور اکٹھے قبر پر دعا کرتے ہیں۔آج تک کوئی فتنہ پیدا نہیں ہوا۔

احمدیت پر فدائیت

میرے نانا جان نے احمدیت قبول کر کے اس پر بھرپور عمل بھی کیا۔پانچ وقت نماز کے پابند تھے، بڑے تہجد گزار اور غریب پرور تھے۔لوگ کہتے ہیں کہ محمد خاں کی زمین کی کوئی بنّی نہیں جہاں پہ محمد خاں نے سجدہ نہ کیا ہو۔کتنی ہی مصروفیت ہو نماز کو اولین مقام حاصل تھا۔جلسہ سالانہ پر بڑی باقاعدگی سے جاتے تھے اور سلسلہ کے علماء کے ساتھ بڑا لگاؤ تھا۔میری دوسری نانی سخت مخالفت کرتی تھیں۔ بعد میں بڑی مخلص احمدی ہوگئیں۔

میرے نانا سخت محنتی انسان تھے، میری سگی نانی کے نام کافی زمین تھی غالباً 120 ایکڑ۔ میرے نانا نے مقدمات کئے ہوئے تھے اور کئی دفعہ گاؤں سے پیدل وزیرآباد تاریخ پر پہنچ جاتے تھے اور علی پور تو جاتے ہی پیدل تھے حالانکہ تانگے وغیرہ ہی تھے۔وزیرآباد مدرسہ چٹھہ سے کافی سفر ہے مگر میرے نانا کبھی نہ گھبراتے تھے۔اپنے زمیندارہ پر بڑا دھیان رکھتے تھے اور چالیس سال تک میری نانی رحمت بی بی کی زمین کا مقدمہ لڑا اور تقریباً 185 ایکڑ اراضی میری نانی کی اولاد تین بیٹیوں اور 2 بیٹوں کے نام لگی۔

بچوں کی شادیاں

میرے نانا کی سب رشتہ داریاں غیر از جماعت حضرات کے ساتھ تھیں، تمام پھوپھیاں اور دیگر رشتہ دار احمدی نہ تھے۔لہٰذا میرے نانا نے کسی غیر از جماعت کو رشتہ دینے سے صاف انکار کر دیا اور کئی ناراضگیاں بھی مول لیں۔مثلاً میری بڑی خالہ نذیر بیگم کی شادی کوٹ جہانگر کرنی چاہتے تھے، مگر میرے نانا نے کہا کہ رشتہ کرنا ہے تو احمدی گھرانے میں کرنا ہے لہٰذا:

☆ میری بڑی خالہ کی شادی احمدی گھرانے چھنی تاجہ ریحان ضلع سرگودھا کے ملک غلام حیدر DSP کے ساتھ ہوئی۔

☆ میرے ماموں شیر محمد کی شادی مدرسہ چٹھہ کے چوہدری اللہ بخش جو کہ ایک مخلص احمدی تھے کی بیٹی زینب بی بی کے ساتھ ہوئی۔

☆ میری والدہ بشیر بیگم کی شادی چوہدری عنایت اللہ انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز جو کہ چوہدری خاں محمد نمبردار سعد اللہ پور ضلع گجرات کے بیٹے تھے، کے ساتھ ہوئی یہ بھی خدا کے فضل سے ایک مخلص احمدی گھرانہ تھا۔

☆ میری دوسری خالہ نواب بیگم کی شادی چک 71 جنوبی سرگودھا کے منور حسین چیمہ ولد محمد ہاشم چیمہ کے ساتھ ہوئی جو کہ ائیر فورس میں وارنٹ آفیسر تھے۔

☆ میرے ماموں چوہدری نذر محمد کی شادی چک 43 جنوبی سرگودھا کے رفیق حضرت مسیح موعود کی بیٹی حمیدہ بی بی جو کہ چوہدری شاہ محمد صاحب رفیق حضرت مسیح موعود سندھو کی چھوٹی بیٹی تھیں، کے ساتھ ہوئی۔

☆ میرے چھوٹے ماموں محمد انور کی شادی اپنی خالہ زاد اکلوتی بیٹی رشیدہ بیگم کے ساتھ ہوئی اگرچہ میرے نانا نہیں مانتے تھے۔مگر انہوں نے کہا کہ یہ احمدی ہو جائے گی۔ کیونکہ رشیدہ بی بی کا کوئی بھائی بہن نہ تھی اور زمین موضع جیو کے چٹھہ اور گوجرہ (فیصل آباد) میں تھی۔لہٰذا میرے ماموں جیو کی چٹھہ کے ہی ہو کر رہ گئے اور جماعت سے ان کا تعلق اس شادی کی وجہ سے قائم نہ رہ سکا۔

☆ میری سب سے چھوٹی خالہ حمیدہ بیگم کی شادی میری ممانی زینب بی بی کے اکلوتے بھائی نصر اللہ خاں چٹھہ کے ساتھ غالباً 63-1962 میں ہوئی۔جب ان کے ہاں بچہ کی پیدائش متوقع تھی اچانک ایک رات ان کی طبیعت خراب ہوئی اور وہ وفات پا گئیں۔

باقی صفحہ 6 پر

مکرم پروفیسر محمد خالد گورایہ صاحب

طلبا اور ہوم ورک

آج کا موضوع ہوم ورک کی افادیت اور اہمیت ہے۔ہوم ورک کی اہمیت اور افادیت سے تو کسی کو انکار نہیں لیکن تعلیمی اداروں کی انتظامیہ اگر اسے ایک منظّم طریق سے لاگو نہ کرے تو بعض اوقات یہ بجائے فائدہ پہنچانے کے وقت کے ضیاع کا سبب بن جاتا ہے۔

تعلیمی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ہر لیول کے بچوں کے لئے محکمہ تعلیم ماہرین تعلیم کی سرپرستی میں ہر کلاس کے لئے ایک مضبوط و مربوط اور منظّم نصاب مقرر کر دیتا ہے۔عام اصطلاح میں سلیبس، نصاب اور کورس کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔یہ ہم معنی الفاظ بھی ہیں اور بعض اوقات ان کے معنی بدل بھی جاتے ہیں۔

سلیبس بورڈ اور محکمہ تعلیم کے امتحانات کے لئے مضامین وار عنوانات کی فہرست کا نام ہے جس میں بعض اوقات نمبروں کی تقسیم بھی کر دی جاتی ہے۔سلیبس کو عام طور پر نصاب بھی کہا جاتا ہے اور کورس اصل میں سلیبس میں درج تفصیلات کو کہا جاتا ہے۔

کورس، نصاب کے معنی راستہ کے ہیں، بہرحال مطلوبہ مقاصد اور منزل تک پہنچنے کے لئے کئی راستے اختیار کئے جاتے ہیں اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ بچوں کی صلاحیتوں کو اجاگر کر کے ان کی شخصیت کی تعمیر کی جائے۔نصاب کو مدنظر رکھتے ہوئے محکمہ تعلیم درسی کتب کا تعین کر دیتا ہے جو ہر کلاس کے نصاب اور سلیبس کو مدنظر رکھ کر شائع کر دی جاتی ہیں۔

تعلیمی اداروں میں اساتذہ اپنی تدریس کو موثر بنانے اور اپنے اپنے مضامین میں طلبا کے فہم و ادراک کو اجاگر کرنے کے لئے جو مختلف طریقہ ہائے تدریس اختیار کرتے ہیں۔ان میں ایک طلبا کو ہوم ورک دے کر ان بچوں کو زیادہ سے زیادہ پڑھائے ہوئے سلیبس پر دسترس حاصل کروانا ہوتا ہے۔اب سوال یہ ہے کہ

☆ہوم ورک زبانی دیا جائے یا تحریری یا دونوں طریق کو اپنایا جائے۔

☆ہوم ورک کی چیکنگ روزانہ ہو یا دو تین دن بعد یا ہفتہ وار۔

☆ہوم ورک پڑھے ہوئے اسباق یا پڑھائے جانے والے اسباق کا دیا جائے۔

☆طریق کار کیا ہونا چاہیئے۔

خاکسار اس سلسلہ میں جو پہلی گزارش کرنا چاہتا ہے وہ یہ ہے کہ ہر استاد کو سال کے شروع میں جو کلاس بھی دی جائے یا جو مضمون پڑھانے کے لئے دیا جائے اُس کی منصوبہ بندی سلیبس کی ٹرم وائز، ماہانہ اور ہفتہ وار تقسیم کے ساتھ ہوم ورک اور اُس کی چیکنگ کا طریق کار اور اس کی منصوبہ بندی بھی کر لینی چاہیئے۔ ہوم ورک کے تعین کا انحصار مختلف مضامین کے لئے مختلف ہوتا ہے۔

بعض اوقات والدین کو یہ شکایت پیدا ہو جاتی ہے کہ ٹیچرز کلاس میں تو کچھ پڑھاتے نہیں، ہوم ورک پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔بعض والدین بھی بچوں کی مدد نہیں کر سکتے مجبوراً ٹیوشن کا سہارا لینا پڑتا ہے اور جو والدین پڑھے لکھے ہیں وہ آج کے نسبتاً مشکل اور انگلش میڈیم سلیبس کو پڑھانے میں بچوں کی ہر مضمون میں راہنمائی نہیں کر سکتے اور بچے رات 12 بجے تک ہوم ورک کے پورا کرنے میں بیٹھے رہتے ہیں۔

میرے نزدیک ہوم ورک صرف اتنا دیا جائے جتنا ٹیچرز نے کلاس میں پڑھایا ہے۔ہاں بعض اوقات ریاضی اور دیگر سائنس کے مضامین میں ملتے جلتے ایک دو سوال کرا کر brain storming exercise کے لئے اسی pattern پر دیگر سوالات حل کرنے کے لئے دیئے جاسکتے ہیں۔

بعض اوقات آرٹس کے مضامین میں جو سبق پڑھانا ہو اسے طلبا کو پڑھ کر آنے کی توجہ دلانا بھی مفید ثابت ہوتا ہے۔

بعض بچے خود ہوم ورک کرنے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ دوسرے لائق طلبا کی کاپیاں لے کر اپنا دماغ اور توجہ استعمال کئے بغیر نقل کر کے ہوم ورک کی خانہ پُری کر کے ٹیچرز کو دکھا دیتے ہیں، یہ طریق درست نہیں۔

ہوم ورک جب تک سوچ سمجھ، توجہ اور غور کر کے نہ کیا جائے، بے سود ثابت ہوتا ہے۔

ہوم ورک دینے کے لئے اسباق کے آخر پر دی ہوئی مشقوں کو حل کر کے لانے کا بھی کہا جاسکتا ہے۔

ہوم ورک اس طرح بھی دیا جاسکتا ہے کہ آج کا پڑھایا ہوا سبق یاد کرنے کے لئے زبانی ہوم ورک، سوالات کی صورت میں دیا جاسکتا ہے لیکن اس کا فائدہ تب ہوگا جب اگلے دن کلاس میں طلبا سے زبانی سوالات کر کے ان سے پوچھا جائے اور اس طرح ساری کلاس کی دہرائی کلاس میں ہو جائے گی۔

زبانی یاد کرنے والے ہوم ورک پر اگلے دن سوالات کا پھیلاؤ پوری کلاس پر ہونا چاہیئے۔ تحریری ہوم ورک کی کاپیاں ہر مضمون کی الگ الگ ہونی چاہئیں۔

ہوم ورک کی کاپیاں گاہے بگاہے والدین کو بھی چیک کرنی چاہئیں اور دیکھ لینا چاہیئے کہ کیا ان کا بچہ ہر مضمون کا ہوم ورک باقاعدگی سے کر رہا ہے یا نہیں اور ہر مضمون کا ہوم ورک متعلقہ ٹیچر چیک بھی کر رہا ہے یا نہیں اور اس طرح والدین کو بچوں کے ہوم ورک کی تصحیح کے ساتھ ساتھ ٹیچرز کے کاپیوں پر دیئے گئے ریمارکس کا بھی علم ہو جائے گا۔

باقاعدگی سے ہوم ورک کرنے اور چیک کروانے والے طلبا کی حوصلہ افزائی ریمارکس کے ذریعہ کاپیوں پر اور کلاس کے سامنے بھی متعلقہ ٹیچرز کو ضرور کرنی چاہیئے اور اگر ہو سکے تو مسابقت کی روح پیدا کرنے کے لئے انعام کے طور پر کوئی چیز بھی دے دینی چاہیئے۔

موسم گرما کی لمبی تعطیلات کے دوران انگلش اور اُردو کی لکھائی کو بہتر بنانے کے لئے خوشخطی کی کاپیاں لگا کر یا لکھنے کا کام دے کر بچوں کی لکھائی کو بہتر بنایا جاسکتا ہے۔

انگلش کی لکھائی کے لئے درج ذیل فقرہ بار بار لکھنے سے A to Z کے تمام حروف کا استعمال بھی ہو جائے گا اور لکھنے کا طریق بھی آجائے گا۔

"A quick brown fox jumps over the white lazy dog"

یہ حقیقت ہے کہ انسان اپنی صلاحیتوں کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ صلاحیتوں کو استعمال کر کے ہی انسان ایک طرف اپنے کردار اور شخصیت کی تشکیل و تعمیر کرتا ہے اور ذاتی اور اجتماعی زندگی کامیابی سے گزارنے کے قابل ہو جاتا ہے اور یہ تعلیمی عمل ہی ہے جو انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں کی نشوونما کر کے اس کے کردار اور شخصیت کو اعلیٰ کمالات تک پہنچنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

اس تعلیمی عمل کو پروان چڑھانے کے لئے جو سیکھنے اور سکھانے کا عمل ہے یہ ارتقائی اور تدریجی مراحل سے گزرتا ہے۔ابتدا میں بچے کو 1 تا 10 پھر 1 تا 100 تک کی گنتی سکھائی اور پڑھائی جاتی ہے اور پھر اسے 1+1 سے شروع ہو کر جمع تفریق ضرب اور تقسیم سکھائی جاتی ہے اسی طرح زبان سیکھنے کا عمل ہے۔ا سے الف سے ی تک اور A to Z لکھایا جاتا ہے اور اگر اس کی مشق اور بار بار دہرائی نہ کروائی جائے تو تعلیمی عمل مکمل نہیں ہو پاتا اس لئے پڑھائے ہوئے اسباق کا فہم اور ادراک حاصل کرنے کے لئے ہوم ورک کا دیا جانا ازحد ضروری ہو جاتا ہے۔

خاکسار اس بات سے اتفاق کرتا ہے کہ بہت زیادہ اور ضرورت سے زیادہ ہوم ورک کا لوڈ بچے کو دل برداشتہ کر دیتا ہے۔ ہوم ورک کا حجم بچے کی عمر۔استعداد اور کلاس لیول کو مدنظر رکھ کر ہی دیا جانا چاہیئے اور بعض مضامین کا ہوم ورک اگر ہفتے میں دو تین دفعہ یا week end پر دے دیا جائے تو کوئی ہرج نہیں۔

جو لوگ قطعاً ہوم ورک دیئے جانے کے خلاف ہیں، میرا نقطہ نظر ان سے بالکل مختلف ہے۔بچہ سکول میں صرف 6-5 گھنٹے گزارتا ہے، باقی وقت وہ گھر پر ہوتا ہے اور بعض تعلیمی ادارے بھی ہفتے میں پانچ دن کھلتے ہیں، ہفتے میں دو چھٹیاں ہوتی ہیں، بچوں کو تعلیمی عمل میں مصروف رکھنے کے لئے اور ان کے اوقات کا بہترین مصرف سیکھنے اور سکھانے کا عمل ہے اور اس میں ہوم ورک دیا جانا اور بچوں کا ہوم ورک کرنا ازحد ضروری ہوتا ہے۔

ہم نے نصرت جہاں اکیڈمی کے جونیئر اور پرائمری سیکشن میں ہوم ورک ڈائری کو متعارف کروایا تھا، جونیئر کلاسز میں ڈائری پر ہوم ورک اساتذہ خود لکھ دیتی تھیں یا لکھوا دیتی تھیں۔والدین کو بھی بتایا ہوا تھا اس لئے والدین ہر روز بچے کو دیئے گئے ہوم ورک سے آگاہ ہو جاتے تھے۔اس سے سکول انتظامیہ بچوں اور والدین کو بہت فائدہ پہنچا۔

ہوم ورک طلبا، والدین اور ٹیچرز کے درمیان ایک رابطہ کا ذریعہ بھی بن جاتا ہے اور اس سے طلبا کے بہت سے تعلیمی مسائل کو حل کرنے میں بھی مدد مل جاتی ہے۔

بقیہ صفحہ 5 - چوہدری محمد خاں صاحب

وفات

میرے نانا کی پیدائش غالباً 1891ء کی تھی۔ ساری عمر بھرپور اور محنت والی زندگی گزاری۔شاید ہی کوئی نماز قضا ہوئی ہو ورنہ جس حالت میں بھی ہوں۔کھیتوں میں، سفر میں، گھر پر نماز ضرور ادا کی اور باقاعدگی سے تہجد بھی ادا کرتے رہتے تھے۔ جس وقت دیکھو مصلّے پر ہوتے تھے مگر اپنے دنیاوی کاموں سے بے خبر نہ تھے۔

6 ستمبر 1986ء کو چلتے پھرتے اپنے مولا حقیقی کے پاس چلے گئے اور ان کی عمر بوقت وفات تقریباً 95 سال تھی۔آج ان کی وفات کے 25 سال بعد خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ میں ان کو خراج عقیدت پیش کر سکوں۔خدا کے فضل سے ان کی اولاد سارے براعظموں میں بس رہی ہے۔امریکہ، کینیڈا، جرمنی، آسٹریلیا، لاہور، مدرسہ چٹھہ، ربوہ غرضیکہ ساری دنیا میں بس رہے ہیں اور سب بفضل خدا شجر احمدیت کے سرسبز پتے ہیں۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ میرے نانا کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کی نسل در نسل کو شجر احمدیت کے ساتھ وابستہ رکھے اور اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔آمین

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

نکاح

مکرم ملک محمد اکرم طاہر صاحب سیکرٹری وقف جدید سبزہ زار لاہور تحریر کرتے ہیں
میرے برادر نسبتی مکرم ندیم احمد سیٹھی صاحب کے بیٹے مکرم ابریز احمد صاحب سیٹھی سکنہ جہلم کے نکاح کا اعلان مکرمہ شازیہ ناصر صاحبہ بنت مکرم ناصر احمد صاحب گجرات کے ساتھ بعداز نماز جمعہ مورخہ 25 نومبر 2011ء کو ناصر ہال گجرات میں پچاس ہزار روپے حق مہر پر مکرم حافظ جواد احمد صاحب مربی سلسلہ نے کیا۔ دلہا حضرت محمد شفیع سیٹھی صاحب جہلمی رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے ہے۔ احباب کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دونوں خاندانوں کے لئے یہ رشتہ بابرکت فرمائے اور نیک خاندان کی بنیاد کا پیش خیمہ ثابت ہو۔ آمین

ملازمت کے مواقع

ربوہ شہر میں ایک مشہور میڈیکل سٹور کو دکان پر کام کرنے کیلئے کوالیفائیڈ سٹاف کی ضرورت ہے۔ ایسے احباب جو ملازمت کرنے کے خواہشمند ہوں اور متعلقہ فیلڈ میں کام کرنے کا تجربہ رکھتے ہوں وہ نظارت صنعت وتجارت صدر انجمن احمدیہ ربوہ سے فوری رابطہ کریں۔
(نظارت صنعت وتجارت)

ولادت

مکرم محمد طلال احمد صاحب ناصر آباد جنوبی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔
خاکسار کی بہن مکرمہ نصرت شکیل رانا صاحبہ اہلیہ مکرم رانا شکیل احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ 16 نومبر 2011ء کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تمثیلہ نصرت رانا نام عطا فرمایا ہے۔ جو وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ نومولودہ مکرم چوہدری فقیر محمد صاحب ناصر آباد جنوبی کی نواسی اور مکرم رانا منظور حسین صاحب لندن کی نسل سے ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو صحت وسلامتی والی لمبی عمر والی، نیک سیرت اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین

میتھ اور فزکس کی ماہانہ Gathering

چھٹی ماہانہ میتھ اور فزکس Gathering کا انعقاد 23 ستمبر 2011ء کو ناصر ہائیر سیکنڈری سکول میں ہوا۔ اس میں مکرم عطاء الحکیم صاحب ایم فل فزکس نے Entropy کے عنوان سے Presentation دی۔ اس نشست میں شاملین کو پہلی مرتبہ News letter تقسیم کیا گیا۔ جس میں Jupiter کی طرف Space Craft بھیجے جانے اور دنیا کے سب سے بڑے ٹیلی سکوپ کے بارے میں معلومات درج تھیں۔

مورخہ 3 دسمبر 2011ء کو نظارت تعلیم کے تحت ساتویں ماہانہ میتھ اور فزکس Gathering کا اہتمام ناصر ہائیر سیکنڈری سکول میں ہوا۔ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جس کے بعد علم کے حصول کی اہمیت کے بارہ میں ارشادات حضرت مسیح موعود پیش کئے گئے۔ بعدازاں مکرمہ نایاب منور صاحبہ ٹیچر مریم گرلز ہائیر سیکنڈری سکول ربوہ نے فزکس اور میتھ میں جدید ریسرچ سے متعلق معلومات فراہم کیں۔ جن میں Invisibility ہولوگرام اور نیوٹرینوں کی رفتار کے بارے میں خبریں شامل تھیں۔ Gathering کا اہم عنوان Big Bang تھا۔ جس پر مکرمہ سمیرا محسن صاحبہ ٹیچر نصرت جہاں گرلز کالج ربوہ نے Presentation دی۔ Presentation میں ان شواہد کا ذکر کیا گیا جن سے ایک Singularity سے کائنات کا آغاز ہونے کے نظریہ کو تقویت ملتی ہے۔ پروگرام کا آغاز صبح 10:00 بجے ہوا۔ اس کا دورانیہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تھا شاملین کی تعداد 43 تھی۔
(نظارت تعلیم)

دورہ نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل

مکرم خالد محمود صاحب نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کیلئے ضلع گوجرانوالہ کے دورہ پر ہیں احباب جماعت، اراکین عاملہ اور مربیان کرام سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔
(مینیجر روزنامہ الفضل)

سانحہ ارتحال

مکرمہ استانی قمر النساء صاحبہ بنت مکرم راجہ زین العابدین صاحب مرحوم ماڈل کالونی کراچی تحریر کرتی ہیں۔
میری پیاری اور اکلوتی بیٹی مکرمہ حمیرا ظفر صاحبہ اہلیہ مکرم اخوند ظفر اللہ صدیقی صاحب ناظم عمومی مجلس خدام الاحمدیہ علاقہ حیدرآباد نمبر 1 مورخہ 8 دسمبر 2011ء کو مختصر علالت کے بعد بقضائے الٰہی 34 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ حیدرآباد سے ان کا جنازہ ربوہ لایا گیا۔ مورخہ 10 دسمبر 2011ء کو بعد نماز عصر بیت المبارک میں آپ کی نماز جنازہ محترم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد محترم راجہ نصیر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اشاعت نے دعا کروائی۔ مرحومہ نیک سیرت کی حامل، ہنس مکھ اور ملنسار تھیں۔ شادی سے پہلے دارالبرکات ربوہ میں سیکرٹری ناصرات کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ محترم ڈاکٹر اخوند عبدالعزیز صاحب مرحوم کی بڑی بیٹی مکرمہ شاہدہ اخوند صاحبہ اہلیہ مکرم اخوند محمد اسلم صدیقی صاحب مرحوم سابق صدر لجنہ اماء اللہ ضلع حیدرآباد کی بہو تھیں۔ پسماندگان میں خاوند کے علاوہ ایک کمسن بیٹا عزیزم اخوند بلال احمد صدیقی صاحب اور دو بھائی مکرم مبشر احمد ظفر صاحب و مکرم حامد احمد ظفر صاحب ماڈل کالونی کراچی یادگار چھوڑے ہیں۔ احباب سے مرحومہ کی مغفرت بلندی درجات اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل ملنے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

لیپ ٹاپ بطور انعام

صوبہ پنجاب میں ایک لاکھ طلباء و طالبات کو میرٹ کی بنیاد پر لیپ ٹاپ بطور انعام تقسیم کئے جائیں گے۔

اہلیت:

بی ایس آنرز (چار سالہ)، ایم اے، ایم ایس سی (دو سالہ)، ایل ایل بی کے طلباء و طالبات جنھوں نے آخری امتحان (سالانہ) میں 60 فیصد یا آخری پاس کردہ سمیسٹر میں 70 فیصد نمبر حاصل کئے ہوں۔
ایم ایس، ایم فل، ایل ایل ایم اور پی ایچ ڈی کے تمام رجسٹرڈ سکالرز۔
پنجاب کے تمام بورڈز آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کے میٹرک کے امتحانات کے پہلے 100 ہونہار طلباء و طالبات۔

ضروری ہدایات:

کامیاب طلباء و طالبات کے تمام کوائف حکومت پنجاب کی ویب سائٹ: www.youth.punjab.gov.pk پر موجود ہیں۔ اگر کسی اہل طالب علم کا نام لسٹ میں شامل نہ ہو یا کوئی اعتراض ہو تو متعلقہ ادارے کے پرنسپل/رجسٹرار/سیکرٹری (بورڈ) سے فوری رابطہ کرے۔
کامیاب طلباء و طالبات ویب سائٹ www.youth.punjab.gov.pk / پر CNIC / ب فارم نمبر کی مدد سے 31 دسمبر تک آن لائن رجسٹریشن کروائیں۔
نوٹ: مزید معلومات کیلئے روزنامہ نوائے وقت لاہور 12 دسمبر 2011ء دیکھیں۔
(نظارت تعلیم)

حضرت احمد بی بی صاحبہ

حضرت شیخ علی محمد صاحب (وفات 17 دسمبر 1915ء۔ مدفون بہشتی مقبرہ قادیان) ڈنگہ ضلع گجرات کے رہنے والے تھے جن کی بیٹی حضرت زینب بی بی صاحبہ کی شادی سلسلہ احمدیہ کے معروف بزرگ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کے ساتھ ہوئی۔ حضرت احمد بی بی صاحبہ بھی ان ہی کی بیٹی تھیں اور حضرت زینب بی بی صاحبہ سے عمر میں چھوٹی تھیں۔ آپ نے 7 نومبر 1910ء کو بعمر پندرہ سال وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئیں، آپ شادی شدہ نہیں تھیں۔

هوالشافی
ہماری دواؤں کی افادیت خود آزمائیں

نام دواء	پیکنگ	قیمت
گیس تیزابیت والسر کے لیے	250/60ml	250/80 روپے
قبض کے لیے	250/60ml	250/80 روپے
دمہ کے لیے	250/60ml	250/80 روپے
ہائی بلڈ پریشر کے لیے	250/60ml	250/80 روپے
ذیابیطس کے لیے	250/60ml	250/80 روپے
انجائنا کے لیے	250/60ml	250/80 روپے
جوڑوں کے درد کے لیے	250/60ml	250/80 روپے
الرجی کے لیے	250/60ml	250/80 روپے
علاج شباب آور	چھوٹا کورس/بڑا کورس	2500/1500 روپے

چھوٹی پیکنگ استعمال کر کے افادیت ملاحظہ فرمائیں افاقہ ہو تو مکمل علاج کریں۔ ہماری ویب سائیٹ پر جا کر مفت طبی مشورہ جات و معلومات حاصل کریں صحت سے متعلق مفید طبی مضامین و کتب مطالعہ فرمائیں ہماری کتاب "فیملی ڈاکٹر" کی مدد سے اپنا علاج خود کریں یہ ہر گھر کی ضرورت ہے۔ ڈاک سے ادویات کی فوری ترسیل کا بندوبست موجود ہے

ڈاکٹر نذیر احمد مظہر (کینیڈین کوالیفائیڈ ڈاکٹر آف نیچرل میڈیسن) احمد نگر ربوہ
بالمقابل سابق حامد ڈینٹل کلینک سراج مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ۔
0334-6372686, 0332-7050861
www.drmazhar.com:drmazharca@yahoo.com

خبریں

نئی سی این جی کٹس کی درآمد اور گاڑیوں میں لگانے پر پابندی

کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی نے ملک میں گیس کی قلت کے باعث سی این جی سلنڈر اور سی این جی کٹس کی درآمد اور گاڑیوں میں سی این جی سلنڈر اور سی این جی کٹس نصب کرنے پر پابندی عائد کرنے کی منظوری دے دی تاہم درآمدی سی این جی بسوں، پبلک ٹرانسپورٹ، بسوں اور ویگنوں پر پابندی کا اطلاق نہیں ہوگا۔

عراقی جنگ ختم، امریکی پرچم اتر گیا، لوگوں کا جشن

عراق میں نوسالہ جنگ کے بعد 15 دسمبر کو امریکی فوجی آپریشن کے خاتمے پر دارالحکومت بغداد میں رسمی طور پر امریکی پرچم اتار لیا گیا ہے۔ ہزاروں لوگوں نے سڑکوں پر آ کر امریکی فوجیوں کے انخلاء کا جشن منایا اور امریکہ اور اسرائیل کے پرچم نذر آتش کئے گئے۔

فیصل آباد میں 4 روزہ گیس بندش کے خلاف صنعتکاروں کا احتجاجی دھرنا

فیصل آباد کے صنعتکاروں نے 4 روزہ گیس بندش کے شیڈول کو مسترد کرتے ہوئے 15 دسمبر کو فیکٹریاں چالو کیں۔ صنعتی تنظیموں کے راہنماؤں کی قیادت میں ہزاروں محنت کشوں نے احتجاج کرتے ہوئے مختلف روڈ بلاک کر دیئے اور 4 گھنٹے تک احتجاجی دھرنا دیا۔ جبکہ صنعتکاروں نے اعلان کیا کہ وہ چار دن گیس بندش کے شیڈول کو کسی صورت قبول نہیں کریں گے اور اگر آئندہ ہفتے بھی گیس بندش کا 4 روزہ شیڈول جاری ہوا تو وہ پھر زبردستی فیکٹریاں چلائیں گے۔

ڈیزل کا بحران تمام ٹرینیں بند

محکمہ ریلوے کے پاس ایک دفعہ پھر ڈیزل ختم ہوگیا۔ جس کی وجہ سے لاہور ڈویژن سے چلنے والی تمام ٹرینیں بند ہو گئیں۔ جس کی وجہ سے عوام کی سفری مشکلات میں اضافہ ہوگیا ہے۔ نجی ٹی وی کے مطابق پاکستان ریلوے کا ساڑھے سات کروڑ روپے کا چیک باؤنس ہوگیا جس کے بعد پی ایس او نے ریلوے کو تیل دینے سے انکار کر دیا۔ ڈیزل کی کمی کی وجہ سے مین اور برانچ لائنوں پر چلنے والی 63 ریل گاڑیوں کو وقتی طور پر معطل کر دیا ہے جس کے باعث عوام ریلوے سٹیشنوں پر ذلیل وخوار ہو رہی ہے۔

مغل بینکوئیٹ ہال

ایک نام	ایک معیار	مناسب دام

کشادہ حال 350 مہمانوں کے بیٹھنے کی گنجائش

لیڈیز ہال میں لیڈیز ورکرز کا انتظام

کھانوں کے اعلیٰ معیار اور بہترین سروس کی ضمانت دی جاتی ہے

پروپرائٹر محمد عظیم احمد فون: 6211412,03336716317

ربوہ میں طلوع وغروب 17۔دسمبر	
طلوع فجر	5:33
طلوع آفتاب	7:00
زوال آفتاب	12:04
غروب آفتاب	5:08

راولپنڈی میں انٹر نتائج میں تاخیر پر مشتعل طلبہ نے بورڈ کا دفتر جلا دیا

انٹرمیڈیٹ پارٹ ون کے پرچوں کی ری چیکنگ کے باوجود طویل عرصہ سے نتائج کا اعلان نہ کرنے کے خلاف مختلف کالجز کے طلبہ نے 15 دسمبر کو زبردست احتجاجی مظاہرہ کرتے ہوئے ایجوکیشن بورڈ راولپنڈی کے 2 منزلہ مرکزی دفتر کو آگ لگا دی۔ تاہم چیئرمین بورڈ کے مطابق بورڈ کا تمام ریکارڈ محفوظ رہا۔

Best Return of your Money

انصاف کلاتھ ہاؤس اینڈ سلک سنٹر

گل احمد۔ الکرم۔ امپورٹڈ گرم ورائٹی دستیاب ہے۔

ریلوے روڈ ربوہ 047-6213961,0300-7711861

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ

پروپرائیٹر: میاں حنیف احمد کامران

047-6212515

0300-7703500

FR-10